مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

{کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام}

کل ابن انثی وان طالت سلامتہ
یوما علی آلۃ حدباء محمول

آہ! آج مسند علم وتحقیق، مسند تصنیف وتالیف، مسند تعلیم وتدریس، مسند بیعت وارشاد بیک وقت خالی ہوگئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

۲۳/ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۸/دسمبر ۱۹۷۴ء اتوار کی صبح حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے داعی اجل کو لبیک کہا اور واصل بحق ہوئے۔ اس مرد حق نے زندگی کی نوے منزلیں طے کرکے سفر آخرت کے لئے قدم اٹھایا، ختم ہونے والی زندگی ختم ہوگئی اور نہ ختم ہونے والی زندگی کے لئے عالم برزخ میں قدم رکھا۔

مولانا عثمانی کی ذات سے تھانہ بھون اور سہارن پور کی پوری تاریخ وابستہ تھی، آپ عالم تھے اور ذکی عالم فقیہ تھے، اور محدث رجال حدیث کے محقق تھے، اصول حدیث کے نہ صرف ماہر بلکہ اس علم کی مہمات کو کتب حدیث ورجال سے تلاش وجستجو کے ذریعہ جمع کرنے والے تھے، اکابر امت اور جہابذۂ عصر کی توجہات کا مرکز رہے، مراکز علم میں علوم حاصل کئے اور مرکز صدق و صفا میں تربیت پائی، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت وشفقت کے زیر سایہ تمام علمی وتصنیفی

کا نامہ انجام دیتے، علمی جواہرات کو ملفوظات و تقریرات کی صورت میں قلم بند کرتے کرتے خود صاحب جواہرات بن گئے نسبی نسبت نے علمی و عرفانی نسبت تک پہنچا دیا، تقریر و تحریر میں حکیم الامتؒ کے جلوے نظر آنے لگے عربی کے ادیب تھے شاعر تھے عربی نظم و نثر پر یکساں قدرت تھی، علمی کمالات کے ساتھ مزاج میں حد درجہ سادگی تھی۔

مولانا عثمانی کی وفاداری اور اخلاص شک و شبہ سے بالاتر تھا، بے شمار چھوٹی بڑی کتابوں کے مصنف تھے اگر ان کی تصانیف میں ''**اعلاء السنن**'' کے علاوہ اور کوئی تصنیف نہ ہوتی تو تنہا یہ کتاب ہی علمی کمالات حدیث و فقہ و رجال کی قابلیت و مہارت اور بحث و تحقیق کے ذوق محنت و عرق ریزی کے سلیقہ کے لئے برہان قاطع ہے، اعلاء السنن کے ذریعہ حدیث و فقہ اور خصوصاً مذہب حنفی کی وہ قابل قدر خدمت کی ہے جس کی نظیر مشکل سے ملے گی، یہ کتاب ان کی تصانیف کا شاہکار اور فنی تحقیقی ذوق کا معیار ہے، علمی جواہرات کی قدرشناسی وہی شخص کرسکتا ہے جس کی زندگی اسی وادی میں گذری ہو، دور دراز مواقع اور غیر مظان سے جواہرات نکال کر خوبصورتی سے سجا کر رکھ دینا یہ وہ قابل قدر کارنامہ ہے جس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے، موصوف نے اس کتاب کے ذریعے جہاں علم پر احسان کیا ہے وہاں حنفی مذہب پر بھی احسان عظیم کیا ہے۔ علمائے حنفیہ قیامت تک ان کے مرہون منت رہیں گے بلاشبہ اس بے نظیر کتاب میں حکیم الامت قدس سرہ کے انفاس قدسیہ اور توجہات عالیہ اور ارشادات گرامی کا بہت کچھ دخل ہے، لیکن حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی کے ذریعے ان کا ظہور پر نور ان کے کمال کی دلیل ہے۔

۱۳۵۷ھ میں جب راقم الحروف قاہرہ میں مجلس علمی کی طرف سے ایک علمی خدمت پر مامور تھا اور میرے رفیق کار مولانا سید احمد رضا بجنوری تھے، اس وقت حکیم الامت قدس سرہ نے اعلاء السنن کے طبع شدہ اجزاء بھیجے اور خواہش ظاہر کی کہ جب تک تمہیں اس کی ضرورت

ہو اپنے پاس رکھو اور ضرورت کے بعد حضرت شیخ محمد زاہد کو ہدیۃً پیش کر دیں اور اگر ان کے ذریعہ قاہرہ میں عمدہ ٹائپ سے طبع ہو سکے تو بہت اچھا ہے اور بقیہ اجزاء غیر مطبوعہ بھی نقل کروا کر ارسال کر دوں گا، حضرت شیخ کوثری اس وقت دنیائے اسلام کے محقق عالم اور نادرۂ روزگار تھے اور علمائے احناف کے سرمایۂ افتخار اور بے نظیر محقق، وسیع النظر متبحر عالم تھے، ترکی الاصل تھے فتنہ کمال میں وطن سے ہجرت کر کے مصر میں مقیم تھے جب کتاب میں نے پیش کی تو حضرت نے مطالعہ کر کے فرمایا کہ احادیث احکام میں حنفیہ کے نقطۂ نگاہ سے اس کتاب کی نظیر نہیں اور فرمایا کہ یہ مجھے دیکھ کر حیرت ہوئی ہے کہ قدماء کی کتابوں میں بھی اس استیعاب واستیفاء کے ساتھ ادلہ حنفیہ کو جمع کر کے اس تحقیق وتنقیح کی مثال مشکل سے ملے گی اور یہ کہہ کر وہ تقریظ تحریر فرمائی جو کتاب کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔

اعلاء السنن کا مقدمہ "**انہاء السکن**" کے نام سے تالیف فرمایا، یہ مقدمہ اصول حدیث کے نوادر اور نفائس پر مشتمل ہے، تمام کتب رجال اور کتب حدیث اور کتب اصول حدیث سے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ وہ نفائس جمع کر دیئے ہیں کہ عقل حیران ہے، بجائے خود ایک مستقل بے مثال کتاب ہے۔

حلب کے مایہ ناز عالم ربانی اور دنیائے اسلام کے محقق فاضل اور ہمارے مخلص محترم کرم فرما الشیخ ابوغدہ عبدالفتاح کو حق تعالیٰ شانہ جزائے خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے مصنف سے اجازت لے کر کتاب کا نام "**قواعد الحدیث**" تجویز فرمایا اور اس پر قابل قدر تعلیقات واضافات ومقدمہ لکھ کر علم اور اہل علم پر احسان عظیم فرمایا اور نہایت آب وتاب کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ کیا کہ جسے دیکھتے ہی دل سے دعا نکلتی ہے کہ کتاب جس خدمت کی مستحق تھی الشیخ ابوغدہ اطال اللہ بقاءہ نے اس خدمت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ قیامت تک آنے والی نسلیں ان کی احسان مند رہیں گی۔

بہرحال کہنا یہ ہے کہ اس شہیدِ علم کی یہ کتاب ہی ان کی آئینہ کمالات ہے، اگر اور تصنیف نہ بھی ہوتی تو صرف یہ ایک کتاب ہی کافی وشافی تھی حالانکہ ان کے قلم خوب رقم سے کتنے جواہرات مرصع خزانہ علم میں آئے ہیں، ان کی قابلِ رشک زندگی کا پہلو یہ ہے کہ آخر لمحہ حیات تک تدریس حدیث اور تصنیف وتالیف میں مشغول رہے، **''اعلاء السنن''** کا پہلا حصہ جو احیاء السنن کے نام سے چھپا تھا وہ نامقبول ہوا تھا اور اس میں کچھ ایسی چیزیں آگئی تھیں جس سے کتاب کا حسن ماند پڑ گیا تھا، اس کو دوبارہ وہ جیز کر **''علماصنفاودع ماکدر''** کے پیشِ نظر جدید تصنیف بنائی، حق تعالیٰ کی ہزار ہزار دوں رحمتیں ہوں اس شہیدِ علم پر جس نے آخری لمحہ زندگی کو خدمت علم میں خرچ کیا، مظاہر العلوم سہارنپور سے فراغت علوم کی سند حاصل کی اور وہیں عرصہ تک تدریس علوم کی خدمت انجام دیتے رہے، پھر ڈھاکہ وغیرہ میں رہے، کچھ عرصہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں رہے اور آخری زندگی کے تقریباً بیس سال دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار میں گذارے، افسوس یہ سال علمی سانحوں سے لبریز ہے، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی وفات ایک علمی حادثہ تھا اور اس کے زخم ابھی مندمل نہ ہونے پائے تھے کہ حضرت عثمانی کے عظیم سانحہ نے قلوب کو مجروح کر دیا، صدمہ اس بات کا ہے کہ ان اکابر کے رخصت ہو جانے سے ان کی مسند علم وفضل ہمیشہ کے لئے خالی ہو جاتی ہے اور کوئی اس کو پُر کرنے والا مستقبل میں بھی نظر نہیں آتا ہے، عرصہ دراز سے یہ دردناک سلسلہ یوں ہی جاری ہے، **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

حق تعالیٰ حضرت مرحوم کو رحمت ورضوان کے درجات عالیہ سے سرفراز فرمائیں اور ان کی علمی خدمات کو قبول فرمائیں اور ان کے لئے اجر وثواب کا عظیم سرمایہ بنائے اور ان کے زلات سے درگذر فرمائیں، آمین۔

[ذوالحجہ ۱۳۹۴ھ-جنوری ۱۹۷۵ء]